قسط نمبر (۵) — رشحاتِ قلم: شیخ الحدیث حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ

حرمین الشریفین میں میری پہلی حاضری

پینتالیس سال قبل سفرِ حج کے احوال و مشاہدات لکھی گئی ڈائری کے اوراق

وصالِ محبوبؐ کے صبح و شام : مدینہ کی روح پرور بہاریں

پینتالیس سال قبل میری پہلی حرمین الشریفین حاضری کے سلسلہ میں مارچ کے شمارہ میں حرمین الشریفین سے میرے بھیجے ہوئے خطوط اور جواب میں حضرت والد ماجد قدس سرہ کے والا نامے شائع ہوئے ہیں جس سے قیام حرمین کے حالات پر اجمالی روشنی پڑتی ہے۔ قارئین نے اسے بے حد پسند کیا' سفر کے دوران ایک چھوٹی سی جیبی ڈائری میں ضروری حالات روزنامچہ کی شکل میں نوٹ کرتا رہا مگر وہ ڈائری تلاش کے باوجود نہیں مل رہی تھی' مارچ کے شمارہ میں سفر حج کی مراسلاتی رپورٹ پڑھ کر کسی اللہ کے بندہ کی دعا قبول ہوئی اور گمشدہ ڈائری کاغذوں کے انبار سے مل گئی اور آج الحمدللہ اس ڈائری کے نوٹس نذر قارئین کئے جا رہے ہیں۔ واضح رہے کہ اس وقت ۲۴۔۲۵ سال کے عمر میں احساسات میں نہ وہ پختگی تھی نہ تاثرات میں گہرائی جبکہ تحریر کا بھی کوئی تجربہ نہیں تھا نہ اس کی اشاعت کا تصور تھا' ڈائری کے ایک ہی صفحہ پر یادداشت کو محدود کرنا پڑتا' پینتالیس سال کے بعد اب وہ نقشے بدل گئے اصاغر' اکابر اور اکابر اپنے وقت کے آئمہ رشد و ہدایت بن گئے ہیں' وسائل انتہائی محدود اور سہولتیں عنقا تھیں مگر میں انہی نقوش اور مناظر کو تقریباً نصف صدی بعد اپنے قارئین کو دکھانا چاہتا ہوں اس لئے ڈائری میں جو کچھ لکھا گیا۔ ہے وہ حک و اضافہ اور ترمیم کئے بغیر اصل شکل میں پیش ہے۔ کسی ضروری تشریح اور توضیح کو حاشیہ میں رکھا گیا ہے۔ [(مولانا) سمیع الحق]

<u>۲۸ رفروری جمعۃ المبارک :</u> حضرت مولانا شیر محمد سندھی (۱) کے ہاں گیا' تحفہ میں پشاور سے آئی ہوئی سبز چائے پیش کی' محبت سے قبول فرمائی اپنے نسخہ زبدۃ المناسک کی تصحیح ان کے مسودات اور انکے نسخہ سے کی' مولانا نے اپنے

---

(۱) مولانا شیر محمد ابن سید محمد عارف شاہ گھوٹکی ضلع سکھر کے باشندہ تھے' ۱۳۷۲ء میں حرمین حاضر ہو کر دہیں کے ہو کر رہے' انہوں نے مولانا رشید احمد گنگوہی کے حج کے بارہ میں جامع ترین کتاب زبدۃ المناسک کو اپنی تحقیق تخریج تکمیل مسائل اور توضیح و تنقیح کا محور بنایا' یہ کتاب اولاً قرۃ العینین کے نام سے موسوم تھی' مولانا زندگی بھر مناسک حج و عمرہ کے مسائل کے بقول انکے کاتتے اور بُنتے میں لگے رہے' اپنے وقت کے اس ولی کامل نے دنیا کی نظروں سے اپنے آپکو چھپائے رکھا۔ یہ کتاب ۱۳۸۱ھ میں حضرت مولانا مفتی محمد شفیع قدس سرہ نے اپنے ادارہ سے شائع کی اور لکھا کہ یہ کتاب مناسک میں سب سے زیادہ مستند اور معتمد ہے اور جامع بھی' اور اس سے زیادہ کوئی ایسی مستند کتاب نہیں۔ اس کراچی کے مطبوعہ نسخہ میں اغلاط تھیں جو میں نے مولانا سندھی کے نسخہ سے انکی موجودگی میں صحیح کروائیں اور غالباً دارالاشاعت کراچی نے اگلے ایڈیشن میں میرے نسخہ سے تصحیح کروائی۔ مولانا بدر عالم نے لکھا ہے کہ میں مولانا کو حج کے مسائل میں امام مانتا ہوں۔

ہاتھ سے بھی میرے نسخہ میں دو چار جگہ تصحیح کی اور کتاب کے پہلے خالی صفحہ پر دستخط بھی فرمائے۔ جمعہ کی نماز کا وقت قریب تھا کام غیر مکمل چھوڑ کر مسجد چلا آیا۔ شیخ عبدالعزیز بن صالح نے حسب معمول جمعہ کا خطبہ دیا' پچھلے جمعہ وہ موجود نہیں تھے' بعد از نماز مولانا عبدالغفور عباسی مدظلہ کی دعوت پر مع رفقاء ان کے مکان گئے' کھانے سے قبل اور بعد میں ایک عجیب عارفانہ روحانی اور معلوماتی مجلس رہی' مولانا نے اپنے بعض اسفار حج' تعلق مع اللہ اور تصوف وسلوک پر روشنی ڈالی

<u>مولانا حسن شاہ مہاجر مکی:</u> مولانا حسن شاہ مہاجر مکی مرحوم (۱) کے حالات سنائے۔ کتاب غنیۃ الناسک دکھائی اور اسکے ٹائٹل کو پڑھا ان سے اپنی ملاقاتوں کا ذکر کیا اور فرمایا کہ میں دو دفعہ انکا سلام مدینہ طیبہ لاکر مواجہ شریف میں پیش کر چکا ہوں' آخری سلام بھیجنے کے بعد انکا جلد انتقال ہو گیا' میں نے خانہ کعبہ کے اندر داخل ہونے کے بارہ میں ان سے پوچھا تو فرمایا: **بحرم رسیدہ خواھد الخ** اور رونے لگے تھے پھر انکے احوال مناقب اور فضائل بیان کئے

<u>مولانا سیف الرحمان فتح پوری:</u> مولانا نے اس مجلس میں مولانا سیف الرحمٰن فتح پوری مرحوم (۲) کے مجاہدانہ کارناموں اور انکے تبلیغی انہماک کا ذکر کیا' انہوں نے مسجد کے قالین پر تصویروں کے بارہ میں وقت کے حاکم کو عجیب انداز میں تبلیغ کی تھی۔ عرفات میں نماز ظہر کے بارہ میں ائمہ وقت کی اقتداء شاہی مہمان خانہ میں شاہی چھڑکاؤ کا مجذوبانہ نعرہ اور مولانا کے دوسرے اثر انگیز حالات بیان کئے۔

<u>مولانا احمد علی لاہوریؒ کی مدینہ آمد:</u> مولانا نے فرمایا کہ حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ دو دفعہ یہاں آئے' میں نے استنبول کا ایک تولیہ ان کی خدمت میں پیش کیا تھا۔ انکے صاحبزادے مولانا انور (۳) نے بتلایا کہ ہم نے تذکاراً لک (تمہاری یاد کی نشانی) کے طور پر اسے دیوار پر لٹکا دیا ہے۔ مجلس میں بار بار حضرت والد ماجد کا بھی ذکر کرتے رہے اور فرماتے کہ مولانا تو میرے محبوب ہیں۔ میں ہر جگہ انکے مدرسہ کا ذکر کرتا ہوں۔ عصر سے قبل یہ مجلس برخواست ہوئی۔ بین المغربین میں قدرے سو گیا۔ طبیعت میں سخت گرانباری تھی' بعد از مغرب حضرت والد ماجد وغیرہ کو خطوط لکھے۔

<u>یکم مارچ یوم السبت:</u> صبح جامعہ اسلامیہ گیا' جامعہ میں لاہور پنجاب کے ایک مجذوب کا آیا ہوا خط دیکھا جو حضور اقدس ﷺ کے نام لکھا گیا تھا' اور اس میں چار امانتوں کا ذکر تھا ___ پانچ بجے عربی ٹائم تک کچھ خطوط لکھے۔ پانچ بجے شیخ البانی کی شرح مصطلح الحدیث کے درس میں شرکت کی۔ دوپہر جامعہ سے واپس ہوئے بعد از عصر عبداللہ کا خیل

---

(۱) مولانا مرحوم حضرت مولانا گنگوہی کے اجلہ تلامذہ میں سے ہیں' اور مناسک حج سے متعلق غنیۃ الناسک کے مصنف ہیں۔

(۲) تحریک ریشمی رومال اور آزادی ہند کے عظیم مجاہد مولانا عبیداللہ سندھی کے رفیق کار شیخ الہند کے سپاہی' افغانستان کو اپنی سرگرمیوں کا مرکز بنایا۔

(۳) جانشین شیخ التفسیر مولانا عبیداللہ انورؒ

کے ایک شامی دوست طالب علم کی عیادت کرنے مستشفی الملک (شاہی ہاسپٹل) گئے۔ علاج معالجہ مفت اور انتظام بظاہر بہت بہتر تھا۔

ترکی عہد کا ریلوے اسٹیشن: وہاں سے باب العنبر یہ گئے' مدینہ منورہ کے قدیم ترکی عہد کا ریلوے سٹیشن دیکھا' ڈبے اور انجن مرے ہوئے بھینسوں کی طرح جگہ جگہ الٹے پڑے تھے اور پٹڑی ٹوٹ پھوٹ چکی تھی۔ خلافت کے دور اور انگریزوں کی ریشہ دوانیوں اور خلافت کے خلاف سازشوں کا نقشہ آمنے آتا رہا' اور بے حد افسوس اور دکھ ہوتا رہا۔ تلک الایام نداولها بین الناس .

باب العنبر یہ سے مدینہ آتے ہوئے راستہ میں ترکی وضع کی قدیم بڑی بڑی بوسیدہ عمارتیں دیکھیں جس میں حکومت کے مختلف شعبے کام کرتے ہیں۔ باب العنبر یہ کی کازینو الطیبۃ کے کھلے اور شاندار پارک میں کچھ دیر بیٹھ کر لطف اندوز ہوتے رہے۔

مسجد سقیا: یہاں مسجد سقیا(۱) بھی دیکھی' کراھۃ وقت کی وجہ سے نفل نماز تو نہ پڑھ سکے مگر مسجد کے اندر داخل ہو کر دعا مانگی' یہ مضبوط اور بڑے بڑے پتھروں کی باوقار عمارت ہے۔

عیسائی انجینئر کی خباثت: عبداللہ کاکاخیل صاحب نے اپنے استاذ شیخ عطیہ (۲) کے حوالہ سے یہ افسوسناک واقعہ سنایا کہ تعمیر مسجد کے عیسائی انجینئر نے اپنی خباثت کا اظہار کرتے ہوئے اس کی دیواروں میں جگہ جگہ چنائی میں صلیب چھپا کر رکھ دیا تھا____ شام کو نماز مغرب مسجد نبوی میں آکر پڑھی۔

۰۲رمارچ اتوار :

صبح جامعہ گئے۔ صرف شیخ البانی کے درس سبل السلام میں شرکت کی بدعت کے موضوع پر البانی صاحب کا لیکچر سنا اور اس کے نوٹس اپنی کاپی میں لئے پھر ساتھیوں کے کمرہ میں دیوان الانشاء کا مطالعہ کرتا رہا ایک نیپالی دوست سے مقالات کوثری کا نسخہ مطالعہ کے لئے ملا۔

علامہ زاہد کوثری: میں عرصہ سے شیخ کوثری کے بعض مضامین اور کتابیں پڑھنے کا مشتاق تھا۔ مولانا بنوری اور مولانا نافع گل برادرم عبداللہ سے اور ایک دو کتابوں میں بھی کوثری صاحب کے حالات اور واقعات سنے تھے' اور متاثر

---

(۱) وادی عقیق کے راستہ میں واقع اس کنویں پر بدر جاتے ہوئے حضورﷺ نے قیام فرمایا تھا اور نماز بھی ادا فرمائی' ایک دفعہ حضرت علیؓ کے مطابق تو یہاں پہونچ کر حضورﷺ نے پانی طلب کر کے وضو فرمایا اور حرم مکہ کے لئے حضرت ابراہیمؑ کی دعائے برکت کی طرح اہل مدینہ کے لئے اس سے دگنی برکتوں کی دعا مانگی۔ یہاں عنبریہ ریلوے اسٹیشن کے اندر قبۃ الرؤس کے نام سے ایک قبہ ہے' علامہ سمھودیؒ نے بڑی تلاش و جستجو کے بعد اسے دریافت کیا اور زمین میں مدفون بنیادوں کو پالیا اور انہی بنیادوں پر بعد میں اس کی تعمیر ہوئی (تاریخ مدینہ وفاء الوفاء)

(۲) شیخ محمد عطیہ سالم مصری جامعہ کے سرکردہ اساتذہ میں سے تھے' انہوں نے اپنے شیخ اور استاذ محمد امین الشنقیطی کی تفسیر اضواء البیان فی ایضاح القرآن کو مکمل کیا' مدینہ منورہ کے قاضی بھی رہے۔

ہوا تھا' گو ابھی پڑھنے کا موقع نہیں ملا مگر مذہبی پختگی اور حنفیہ کی حمایت میں کوثری صاحب کے تبحر اور تجلد کا عقیدت مند ہوں' آج سے بہت پہلے طالب علمی میں علامہ کی امام ابوحنیفہ کی حمایت میں خطیب بغدادی کی رد میں تانیب الخطیب کا نسخہ بڑے اشتیاق سے کسی سے حاصل کیا تھا۔ گو زیادہ سمجھ نہیں آئی مگر اس کی عبارتوں سے محظوظ ہوا تھا۔

<u>ایک لبنانی دوست کی نظر میں ترجیح حنفیت کے وجوہ:</u> بعد از عصر ہماری رہائش گاہ پر لبنانی طالب علم فاروق صاحب تشریف لائے۔ طرابلس کے رہنے والے عجیب لطائف و غرائب کے آدمی ہیں۔ انتھک محنتی اور نہایت لاابالی قسم کے انسان' پہلے غیر مقلد تھے' مگر ماحول زیادہ تر حنفیت کا ملا' متاثر ہو کر حنفیت اختیار کی۔ میں نے وجہ ترجیح پوچھی تو کہا کہ ایک تو حنفیت کو عملی طور پر صدیوں خلافت عباسیہ اور خلافت عثمانیہ میں ترویج اور تطبیق کا موقعہ ملا' دوسرا یہ کہ اس کا مدون و مرتب یا مؤسس کوئی فرد واحد نہیں بلکہ ایک مشاورتی جماعت اور پارلیمنٹ تھا۔ مشوروں سے کام ہوا' جبکہ دوسرے مذاہب کا اساس ایک شخص اور اس کی ذات ہے ___ مغرب سے کچھ قبل حضرت مولانا کے ہاں جا کر مجلس میں شرکت کی۔ حضرت والد ماجد اور مولانا سلطان محمود ناظم صاحب کا سلام پیش کیا ہے' بے حد خوش ہوئے اور بار بار سلام بالوف الکرام کی تاکید کرتے رہے۔

<u>والد ماجد کا اولاد سے متواضعانہ انداز تخاطب:</u> کل والد ماجد کا خط بعد از شام برادرم حسن جان صاحب نے ڈاکخانہ سے لا کر دیا تھا۔ محبت شفقت اصاغر نوازی بلکہ ذرہ نوازی دعاؤں محبتوں اور شفقتوں نصائح سے بھرپور خط تھا۔ کسی والد (۱) نے اولاد اور بچوں کو خط میں اتنا متواضعانہ انداز اختیار نہیں کیا ہوگا' یہ انکی انسانی عظمت و بلندی کی ایک شاہکار نشانی ہے۔ خط اور حضرت کی توجہات سے طبیعت میں سخت اضطراب پیدا ہوا اور الحمدللہ کہ آنکھوں نے پوری سخاوت سے کام لیا' اور حضور اقدس علیہ الف الف صلوۃ وتحیۃ کے مواجہہ شریف میں خطوط پڑھکر سنائے۔ خدا کرے قبول ہوں۔

<u>۲۰ مارچ پیر:</u>

علی الصباح جامعہ کی بس میں جا کر جبل سلع کے قریب مساجد خمسہ کی راہ میں اترا۔ اور احد کی جانب بستی کی مسجد نصر میں نماز دوگانہ پڑھی۔ مسجد نصر کی تاریخ معلوم نہ ہوسکی۔ نئی طرز کی خوبصورت مسجد ہے' مسجد سے پوچھتے پوچھتے احد کی جانب کھیتوں اور ریتلی زمین پر سیدنا حمزہؓ گیا۔

<u>مشہد احد اور مرد غیب سے دوبارہ ملاقات:</u> یہاں کیا دیکھا کہ مسجد فتح میں جو بزرگ ملے تھے' وہ اتفاقاً یا مقدر سے پیچھے سے چلے آ رہے ہیں' ملے تو مصافحہ کیا پھر اس کا وہی بات بات پر رونا اور تڑپنا بہت ستاستا کر چل رہے تھے'

---

(۱) یہ خط اور دیگر خطوط اس سفرنامہ کے سلسلہ مکاتیب میں پہلی قسط میں چھپ چکے ہیں۔

معلوم ہوا کہ عید کے بعد مسلسل روزہ سے ہیں صرف پانی پر گزارا کرتے ہیں۔ میری خوش بختی تھی کہ اسکے ساتھ مشہد حضرت حمزہؓ و مصعب بن عمیر اور دیگر شہداء کے مزارات پر فاتحہ پڑھی۔ میں نے اس بزرگ سے دعا کی درخواست کی اس نے مجھے دارالعلوم اور والدین کے لئے بار بار دعائیں دیں اور آئندہ بھی دعا میں یاد رکھنے کا وعدہ کیا۔ اس کی یہاں آمد اور ملاقات میں نے خیر و برکت کی بشارت سمجھی اس کی للھیت' سوز و گداز' تڑپ اور عشق و بکاء اور توکل قابل رشک تھی۔ اس نے کہا کہ کسی غیر سے لے لوں تو کہاں رہوں گا میرا مالک میرا نگہبان ہے۔ ____ وہ بھوک کی وجہ سے چل پھر نہیں سکتا تھا۔ اس کے سر کے بال سفیدی سے چمک رہے تھے۔ پانی کی ایک بوتل اور بغل میں ایک گھڑی اس کے ساتھ تھی۔ وہ کہتے تھے کہ حضورﷺ کی سنت فقر اور بھوک کی وجہ سے خدا نے مجھے یہ موقع دیا ورنہ یہ سعادت کہاں ملتی۔ حضورﷺ نے خندقیں کھود کھود کر مشقتیں اٹھائیں' آج ہم سارا دن سوئے پڑے رہتے ہیں۔ اس کی سوز و گداز اور شفقت کی باتیں نہیں بھولتی ہیں۔ پھر انہوں نے مجھے سید الشہداء کا مقام شہادت دکھلایا اور وہاں سے جبل احد میں' غزوہ احد میں حضور اقدس ﷺ کے بیٹھنے کے شگاف کی نشاندہی کی' میں نے جاتے وقت کچھ ریال پیش کئے۔ مگر انہوں نے اسی مسجد فتح والی ناگواری اور خفگی کا اظہار کیا اور قبول کرنے سے معذرت کی کہ میرا اللہ جو چاہے کرے میں بندوں سے کبھی نہیں لوں گا۔ وہاں سے پولیس کی نظروں سے بچتے بچاتے جبل احد کی گھاٹی میں وادی قناۃ کی طرف داخل ہوا اور شرقی کنارہ کے ساتھ ساتھ گھاٹی کے اندر ایک شکستہ کھلی مسجد میں نماز پڑھی۔

حضورﷺ کے زخمی حالت میں آرام والا غار نما شگاف: پھر وہاں سے پہاڑ پر چڑھا اور حضور اقدس ﷺ کی زخمی حالت میں بیٹھنے کی جگہ دیکھی' جو ایک غار نما شگاف کی شکل میں تھی۔ حضورﷺ کو مرہم پٹی کے بعد یہاں آرام کیلئے لایا گیا تھا' غار پر سفیدی کی ہوئی ہے' پولیس عموماً وہاں جانے سے روکتی ہے' مگر میں نے کوئی ایسی رکاوٹ نہیں دیکھی اور الحمدللہ کہ یہ سعادت نصیب ہوئی۔ الحمدللہ حمداً طیباً کثیراً ... دور دور تک تنہائی کا عالم تھا' غار زمین کی سطح سے ۲۵۔۳۰ قدم اونچا ہوگا' نماز پڑھنے اور لیٹنے کے برابر جگہ تھی' میں نے اس شگاف میں دو رکعت پڑھے' غار بالکل قبلہ رخ ہے' سامنے سیدنا حمزہؓ اور شہداء احد کے مزارات ہیں۔ جبل رماۃ اور پھر مدینہ کا پورا شہر اور مشرقی گوشے میں سید العالمین ﷺ کی مسجد اور گنبد خضراء صاف نظر آ رہی ہے۔

روح پرور مناظر: یہ کچھ عجیب منظر ہے۔ حضورﷺ کی نشست کی جگہ ہے' گھاٹی احد کی ہے سامنے احد کے مشاہد و مناظر ہیں اور حضور کے روضہ کا گنبد خضراء ہے' عمر بھر ایسا منظر کہیں اور نصیب نہ ہوگا۔ خداوند تعالیٰ یہ مناظر بار بار نصیب فرمائے اور اس مقدس منظر اور ماحول کی برکات سے نوازے۔ میں نے مناجات مقبول کی منزل۔ یوم الاثنین۔ بھی اس مبارک غار میں پڑھی (اور یہ سطور بھی اس مبارک غار میں لکھ رہا ہوں) اللھم لاتدع لنا فی مقامنا ھذا ذنباً الاغفرتہ ولا حاجۃ من حوائج الدنیا والآخرۃ الا قضیتھا یانور النور یا عالم مافی الصدور ولا

تجعلني بدعائک رب شقيا اجب جميع دعواتي قبل ذلک وبعد ذلک واجعلني خادماً للاسلام وداعياً اليک باذنک وناشراً لسنة رسولک عالماًبعلومک ونبيک يارب العالمين .

شرح نور الیقین فی سیرۃ سید نا محمد سید المرسلین ساتھ ہے‘ اس میں مقام احد کے حالات کا مطالعہ کر رہا ہوں‘ احد سے پیدل روانہ ہو کر ظہر کی نماز پڑھنے مسجد نبوی پہونچا ___ مولانا حامد میاں کو رات کے کھانے پر بلایا تھا وہ تشریف لائے اور گئے رات تک گفتگو رہی۔

۰۴ر مارچ منگل :

صبح جامعہ گیا‘ وہاں پہلے شیخ عبدالقادر شیبۃ الحمد کے درس اصول میں شرکت کی۔ پھر شیخ شنقیطی کے درس تفسیر میں شریک ہوا۔ شیخ لبنانی کے اپنے پیریڈ میں نہ آنے کیوجہ سے شیخ عطیہ سالم کا لیکچر در بارہ حج سنا‘ جامعہ سے واپسی پر مناخہ (بازار) میں شیخ البانی ملے اور دیکھ کر رک گئے اور مولانا عبداللہ صاحب اور مجھے اپنی کار میں مسجد نبوی لے آئے‘ بعد از ظہر شیخ عباسی مدظلہ کی مجلس رشد و ہدایت اور مراقبہ میں شرکت کی۔

شیخ البانی کے مجلس اسبوعی میں:

بعد از عشاء میں اور کاکاخیل شیخ البانی کے مکان پر ان کی مجلس اسبوعی میں شرکت کرنے گئے‘ جامعہ کے شیخ البناء اور بعض دوسرے حضرات بھی موجود تھے‘ آج حدیث دع عنک امر العوام پر بحث ہورہی تھی۔ شیخ البانی نے اس حدیث کے مختلف طرق بیان کئے اور اس کی تصحیح کی ایک دوسرے صاحب نے مولانا مودودی کے حوالہ سے درایت کو روایت پر ترجیح دینے کی رائے دی‘ البانی صاحب نے روایت صحیح کے مقابلہ میں درایت کو راجح قرار دینے کے موقف کو غلط قرار دیا۔

اہم کتب اسماء الرجال: میں نے شیخ سے اسماء الرجال سے متعلق کتابوں کے بارہ میں پوچھا تو شیخ نے اپنے مشورے دیئے اور چند کتابوں کی نشاندہی بھی فرمائی۔

(۱) الجرح والتعدیل لابن ابی حاتم الرازی۔ مع المقدمۃ فی مجلد

(۲) تعجیل المنفعۃ لابن حجر العسقلانی　(۳) میزان الاعتدال فی نقد الرجال للذہبی

(۴) الرجال والعلل لابن معین مخطوطہ بقلم ضیاء الدین المقدسی کا خاص طور پر تعارف کرایا اور کہا

مخطوطہ ضیاء الدین: کہ یہ آخری کتاب دمشق کے ظاہر یہ کتب خانہ میں موجود ہے‘ یہ کتاب دو وجہ سے بیش قیمت ہے ایک تو ابن معین کے امام حدیث ہونے کی وجہ سے دوسرے بخط ضیاء الدین ہونے کی وجہ سے‘ جو ہمارے نزدیک معروف فی الحدیث ہیں۔ بلاد شام میں ان کے نام کا ”مدرسہ ضیاء“ ہے جو شیخ جزائری کے عہد میں مکتبہ الجزائر سے ملحق ہوا۔ کتاب جلد واحد میں ہے اور میں اس کی اشاعت کے بارہ میں گفتگو کرتا رہا ہوں

قبر پر اطراف سورۃ بقرہ کی تلاوت: میرے ایک سوال پر شیخ البانی نے اپنی زیر ترتیب مسودہ کتاب الجنائز سے ابن عمر کے اس اثر کو ضعیف قرار دیا۔ جس سے قبر کے دونوں طرف اوائل و عواقب سورۃ بقرۃ کی تلاوت کا ثبوت ہوتا ہے' اور فرمایا کہ یہ روایت جس قسم کا موقوف ہے اس سے ثبوت نہیں بناء بریں یہ عمل بدعت ہے' انہوں نے اپنے اجتہادات کی روشنی میں کتاب کی تبویب کی ہے مگر ان کے نزدیک ابن عباس کے ایک اثر کی وجہ سے فاتحہ فی صلوۃ الجنازہ ضروری ہے اور اس پر ایک الگ باب قائم کیا ہے کافی دیر بعد رخصت ہوئے۔

۰۵ رمارچ جمعرات: برادرم عبداللہ کے ساتھ جامعہ گیا' مولوی لطف اللہ عباسی کیساتھ انکی کلاس درس اصول میں شرکت کی' بعداز عصر برادرم عبداللہ کے ساتھ ذوالحلیفہ کے سمت میں بیر عروۃ پیدل گئے اور مغرب کو واپس ہوئے۔

۰۶ رمارچ جمعۃ المبارک: نمنکانی سے چند مزید کتابیں منہاج العابدین' وغیرہ خریدیں نماز جمعہ کے بعد رفقاء گرامی حسن جان صاحب' عبدالرزاق سکندر وغیرہ مکان پر آئے۔

مولانا فقیر محمد تھانوی: صبح حضرت مولانا فقیر محمد تھانوی (بکائی) بھی تشریف لائے کافی دیر بہت پر لطف مجلس رہی۔ (عصر کی نماز میں الحمدللہ چالیس دن کی سنت ترتیب پوری ہوئی) بعداز نماز عشاء مولانا فقیر محمد تھانوی کے ساتھ مجلس رہی' حضرت تھانوی اور تصوف وغیرہ امور پر گفتگو رہی۔

۰۷ رمارچ ہفتہ:

مسجد غمامہ: قباء جانے کی وجہ سے جامعہ نہ جاسکا' مولانا بنوری مدظلہ مولانا خیر الامان (۱) وغیرہ کو خطوط لکھے۔ قباء سے واپسی میں مسجد غمامہ (۲) میں دوگانہ نفل پڑھے۔

۰۸ رمارچ اتوار: صبح جامعہ گئے' مگر دروس میں شرکت نہیں کی کمرے میں شرح عقیدہ طحاویہ (مطبوعہ جامعہ) کا مطالعہ کرتا رہا' رفقاء کی دعوت میں شرکت کی اور ظہر کی نماز جامعہ میں پڑھی۔

اشتراکیت پر یمنی طالب علم کا مقالہ: بعداز نماز ایک یمنی طالب علم نے عربی میں ایک مختصر تقریر کی اور پھر ایک مقالہ پڑھا جس میں مارکسزم' اشتراکیت اور سرمایہ داری کے خلاف طلبہ جامعہ اور مسلمانوں کو اس کی مدافعت کیلئے متحد ہونے پر زور دیا گیا تھا۔ انداز بیان وارفتگی کا تھا اس کے بعد رئیس الجامعۃ شیخ عبداللہ بن باز نے مختصر الفاظ میں اس

---

(۱) دار العلوم میں سالہا سال میرے رفیق درس' مخلص اور محب صادق مولانا خیر الامان فاضل حقانیہ' منگلور ضلع سوات کے ایک علمی خاندان کے چشم و چراغ تھے' اعلیٰ استعداد اور صلاحیتوں کے مالک' تقویٰ اور تدین میں ممتاز۔ عمر نے وفا نہ کی اللہ تعالیٰ اعلیٰ مقامات قرب پر فائز فرماوے (س) (۲) حضور ﷺ نے ۲ھ میں مدینہ آمد کے بعد اس میں پہلی دفعہ نماز عید ادا فرمائی۔ مسجد نبوی کے باب السلام نے تقریباً ایک ہزار گز پر واقع یہ نہایت مضبوط پتھروں سے بنی مسجد ہے منبر پر آیت لکھی ہے۔ انه من سليمان وانه بسم الله الرحمن الرحيم طرز تعمیر سے بھی اندازہ ہوتا کہ ترک سلاطین ہی سے سلطان سلیمان نے اس کی تعمیر کی ہے' اس مقام پر آپ نے عیدالفطر اور عیدالاضحیٰ ادا فرمائی ہیں' اسے مصلی العید (عیدگاہ) بھی کہا جاتا ہے۔

پر تبصرہ کر کے اس کی تائید و تحسین کی۔

بیر عثمان: عصر کے بعد جامعہ کی بس میں بیر عثمان (۱) آ کر اترے' شاندار سیرگاہ' پھول پودے' مرغیوں اور مرغابیوں' بطخ اور خرگوش سے آراستہ۔ پر لطف ماحول ہے اور ذریعتہ عثمان کہلاتا ہے۔ چنبیلی کی مہک سے دماغ کو تازگی ملی یہ حضرت عثمان کا فیض اور صدقہ جاریہ ہے' وہاں سے پیدل جبل سلع کے دامن میں چلتے ہوئے واپس ہوئے اور شام کی نماز مسجد نبوی میں نصیب ہوئی۔ باب عمر سے باہر صفوں میں جگہ ملی۔

شیخ بن باز کا درس اور بیمثال حافظہ: بعد از شام شیخ عبدالعزیز بن باز کا مسجد نبوی ﷺ میں درس ہوتا ہے۔ آج ہم بھی شریک ہوئے ___ کتاب التوحید کی شرح فتح المجید کی عبارت ایک طالب علم پڑھتا اور شیخ تشریح کرتے اللہ تعالیٰ نے ان کے نابینا ہونے کی تلافی ان کے عجیب حافظہ سے کر دی ہے۔ عبارت میں طالب علم نے سند میں ہشام کو ہاشم سے تبدیل کر دیا تو شیخ نے فوراً تصحیح کر دی پھر روایت کو معہ سند و متن بلفظہٖ بیان کیا۔ زیر درس مضمون کو میں نے مختصراً اپنی کاپی میں محفوظ کر دیا۔ درس کے بعد میں نے مصافحہ کیا۔ شیخ بڑی محبت اور اخلاق سے ملے' بے حد متواضع اور بے تکلف اور سادہ قسم کے لوگ ہیں۔

مولانا حامد میاں کی گفتگو: بعد از عشاء کافی دیر تک مولانا حامد میاں صاحب کے ساتھ اساتذہ جامعہ اور البانی صاحب کے بارہ میں گفتگو رہی۔

۰۹ مارچ پیر: تھکاوٹ اور طبیعت کی ناسازی کی وجہ سے دوپہر تک مکان پر آرام کیا عبداللہ صاحب بھی بوجہ علالت جامعہ نہ جا سکے۔ بعد از ظہر تا عصر مسجد نبوی میں رہے' بعد از عصر مولانا عباسی کی مجلس میں جانا ہوا۔ ان کے بعض ارشادات بالخصوص شیخ خالد رومی کے بارہ میں ان کے ملفوظات نوٹ کئے۔

۱۰ مارچ منگل:

المدرسۃ الشرعیۃ: حضرت مولانا حسین احمد مدنیؒ کے بھائی مولانا سید احمد صاحب مہاجر مدینہ کے قائم کردہ ادارہ مدرسہ شرعیہ گئے' کتب خانہ کے ناظم اور حضرت مولانا انعام کریم صاحب سے ملے۔ بوجہ تعارف انہوں نے مدرسہ کے حالات پر تفصیل سے روشنی ڈالی۔ مدرسہ کی علمی اور تدریسی سرگرمیوں کے خاتمہ پر مولانا بے حد نالاں تھے کہ یہ صرف ایک سکول رہ گیا ہے' آمدنی میں بے احتیاطی اور ہندوستانیوں کی بجائے اسے سوڈانیوں کو کرایہ پر دینے وغیرہ کے شاکی تھے۔ سیاست میں انہماک کی وجہ سے منتظمین کی بے توجہی پر دکھ کا اظہار کرتے رہے۔

(۱) اس کا نام بیر رومہ بھی ہے' مدینہ کے شمال مغرب میں مسجد قبلتین کے قریب واقع ہے' اس کا پانی شیریں تھا' مگر یہودی مالک مسلمانوں کو روکتا تھا' حضور ﷺ نے اس کو خرید کر وقف کرنے والے کیلئے مغفرت کی بشارت دی' حضرت عثمانؓ ہزاروں درہم میں اسے خرید کر وقف کر کے بشارت نبوی کے مصداق بنے' منہدم ہونے پر ۷۵۰ھ میں قاضی شہاب الدین احمد نے اس کی دوبارہ تعمیر کرائی۔

<u>تبرکات اور مکتوبات اکابر:</u> مولانا نے بعض تبرکات بھی دکھائے' جن میں حضرت حاجی امداد اللہ صاحب' حضرت نانوتوی' حضرت گنگوھی کے خطوط تھے اور میری خواہش پر نقل کرنے مجھے دیئے۔ (جسے میں نے بعد میں اپنی کاپی تذکار الحرمین میں نقل کیا) انہوں نے روضہ مطہرہ کے غلاف کا ایک ٹکڑا بھی دکھایا جو پچاس ساٹھ سال قبل ایک قلمی کتاب میں انہیں ملا تھا۔ ہم نے اسے چوما آنکھوں سے لگایا۔

<u>شاندار کتب خانہ:</u> مدرسہ کا شاندار کتب خانہ معطل پڑا ہے' جسے بڑی محنتوں اور شوق سے حضرات اکابر نے جمع کیا تھا۔ بعض نسخے جو تحفۃً بھیجے گئے ہیں۔ مولانا سید اصغر حسین صاحب' شیخ الاسلام مولانا حسین احمد مدنیؒ کے دستخطوں سے مزین تھے۔ فیض الباری شرح بخاری میں ج۔۱ صفحہ نمبر ۱۷۰ پر محمد بن عبدالوھاب نجدی کے ذکر پر ایک لطیفہ سنا کرتا کید کی کہ اسے مولانا عزیر گل صاحب کو سنا دیجئے۔ فرمایا شیخ شنقیطی پہلے یہاں استاد تھے' مولانا بدر عالم وغیرہ استفادہ کیلئے آتے تھے' کتب خانہ دیکھ کر لطف آیا اور ارادہ کیا کہ انشاء اللہ فارغ اوقات میں اس سے استفادہ کیا جائیگا۔

<u>مالٹا سے شیخ الہند کے خطوط:</u> مولانا انعام کریم صاحب نے فرمایا کہ مالٹا سے حضرت شیخ الہند کے لکھے ہوئے ۱۷۔۱۸ خطوط ایک بااعتماد شخص انڈیا لے گئے۔ اور ابھی تک واپس نہ بھیجے۔ پھر معلوم ہوا کہ مولانا محمد میاں صاحب دہلوی کے پاس ہیں جس سے اطمینان ہوا۔ موجودہ خطوط جن کا ذکر ہوا کا اصل کراچی کے نور محمد بٹ صاحب نامی شخص کے پاس ہیں۔ کبھی موقعہ ملا تو وہاں دیکھ لیجئے۔ بعد از صلوٰۃ ظہر میں نے حاجی امداد اللہ مہاجر مکی کے خطوط نقل کیے اور بعد از عصر بیر عروۃ بن زبیر گئے جو ایک اچھی تفریح گاہ ہے۔ مغرب کو مسجد واپس ہوئے بعد از عشاء حضرت مولانا فقیر محمد صاحب غریب خانہ کھانے پر آئے۔ دیر تک باتیں رہیں۔ مولانا نے اپنے خلافت ملنے کے خطوط کا قصہ بیان کیا اور نوشہرہ کے جناب قاضی عبدالسلام کے بارہ میں حضرت تھانوی کی رائے کا اظہار کیا۔

<u>۱۱ر مارچ بدھ :</u>

صبح جامعہ گیا' ابتدائی دو گھنٹوں میں حضرت نانوتوی' حضرت گنگوہی کے تین عدد عکسی خطوط نقل کیے اور یہ دو چار دنوں کی ڈائری لکھی اور آخری دو گھنٹوں میں شیخ شنقیطی کے درس تفسیر اور عبدالقادر شیبۃ الحمد کے درس سیرۃ میں شریک ہوا۔

<u>شیخ عبدالرحمٰن جوسری کا خطاب:</u> آخری گھنٹہ میں جامعہ کے قاعۃ المحاضرات (لیکچر ہال) میں کویت کے شیخ عبدالرحمٰن محمد جوسری نے طلبہ سے خطاب کیا۔ انہوں نے دعوت و تبلیغ ایمان اور تقویٰ پر ایک موثر تقریر کی' شیخ بن باز اور شیخ عطیہ نے اس پر مختصراً تعلیق کیا۔

<u>۱۲ر مارچ جمعرات:</u>

<u>مولانا عباسی اور مولانا بدر عالم کی مجلسیں:</u> حضرت مولانا عبدالغفور عباسی سے ملا۔ تنہائی میں تھے' میں نے لکھے ہوئے ملفوظات سنائے' انہوں نے حضرت والد صاحب کے نام خط املاء کرایا' کچھ دیر بیٹھ کر حضرت مولانا بدر عالم کے

ہاں گیا۔ سوا گھنٹہ تک خصوصی توجہ اور خطاب سے نوازا' مفید نصائح اور ہدایات دیئے' فرمایا کہ نوجوانی کا ہر لمحہ دین اور علم کیلئے صرف کردو۔ دوسروں کی تنقید اور ماحول کی ناسازگاری کا شکوہ نہیں کرنا چاہئے' خود قدم اٹھاتے جائیں لوگ قدردانی کیلئے اٹھیں گے۔ اس ضمن میں اپنی دو نئی تصانیف کی اشاعت اور بطور مثال اس بستر مرگ پر دین کیلئے مساعی کا ذکر کرتے رہے۔ جناب فرید الدین انصار خدمت کیلئے کھڑے رہے۔ پھر کافی دیر عربی میں گفتگو چھیڑی رہی۔ عربی ٹائم کے سوا پانچ بجے ان سے رخصت لے کر واپس ہوا۔ جامعہ کے رحلہ کے ساتھ خیبر جانے کا پروگرام ملتوی ہوا۔

۱۳/مارچ جمعہ ۳۰/شوال :

خطبۂ جمعہ: جمعہ کی نماز میں خطیب نے حدیث من غشنا فلیس منا پر موزوں اور مناسب خطبہ دیا۔ کافی دیر قبل جانے کے باوجود حجاج کی کثرت کی وجہ سے مسجد بھر چکی تھی۔ رات کو زکام اور بخار کی شکایت رہی جس کی وجہ سے صبح کی نماز بھی جماعت کے ساتھ نہ پڑھی جاسکی۔ حضرت والد صاحب' مولانا شیر علی شاہ صاحب' قاضی انوار الدین' ناظم صاحب حاجی الطاف حسین وغیرہ کو خطوط لکھے۔

۱۴/مارچ ہفتہ : مولانا سید انعام کریم صاحب کے ساتھ مدرسۃ الشرعیۃ میں پر لطف محفل رہی۔

۱۵/مارچ اتوار :

مسجد قبا گیا واپسی پر مسجد سیدنا ابوبکر الصدیق میں دوگانہ پڑھی۔ بعد از عصر مولانا بدر عالم کی مجلس میں شرکت رہی۔ قرآن میں حضرت شعیبؑ کے ذکر پر مولانا عبدالقادر دہلوی کے افادات سنائے جارہے تھے۔ مولانا نے کم ناپ تول پر تقریر کی اس سے قبل مولانا سید محمود مدنی صاحب بھی مجلس میں آئے تھے ان کی مجلس میں شرکت ہوئی۔

۱۷/مارچ منگل ۴/ذیقعدہ:

اپنے دوست سربازی صاحب سے عارضی طور پر کرایہ پر لئے گئے مکان سے حضرت مولانا عباسی کے مکان منتقل ہوئے' بعد از عصر حضرت مولانا کی مجلس میں شرکت کی' حضرت مولانا فقیر محمد صاحب تھانوی سے حضرت تھانوی کے مواعظ کی کتاب ملی تھی' اس میں وعظ۔ الاستغفار۔ اور وعظ مظاہر الاحوال کا مطالعہ کرتا رہا۔

۱۸/مارچ بدھ ۵/ذیقعدہ: بحری سفر میں روزہ فوت ہوا تھا۔ فعدۃ من ایام آخر کے بناء پر آج ادائے قضا کیا' شام کو حضرت مولانا عباسی مدظلہ بھی ہمارے لئے مکان سے اترے اور ہمارے کھانے میں شریک ہوئے۔

ع شاہان چہ عجب گر بنوازند گدارا ہمارے رفقاء مدینہ میں خیبر ایجنسی کے جناب حاجی گل حسن صاحب اور جناب حاجی گل شیر آفریدی اور انکے بڑے بھائی کا بھی اضافہ ہوگیا ہے۔ جو بہت مخلص اور قدردان ہیں۔

۲۰/مارچ جمعہ:

جمعہ کو بھی قضاء صیام ہوا۔ نماز جمعہ تیسرے امام نے پڑھائی' خطبہ لکھا ہوا پڑھا' پہلے جیسا لطف نہیں آیا' بعد از

عصر جنۃ البقیع گئے' بعد از عشاء عبداللہ کاکاخیل وغیرہ احباب کیساتھ جامعہ گئے اور ثلث اللیل کے بعد وادی عقیق کی کھلی فضا اور چاندنی رات میں دیر تک احباب کی پر لطف محفل رہی (۱)۔ عجیب پر نور ماحول تھا' رات جامعہ میں گزاری۔

۲۱ رمارچ ہفتہ:

وادی عقیق کی چاندنی رات اور شاہ فیصل کا انقلاب: ہر احباب کی خواہش اور دعوت پر جامعہ میں ٹھہرے ۔ظہر اور عصر کی نمازیں جامع مسجد جامعہ میں پڑھیں' شام کو وادی عقیق سے ہوتے ہوئے شام وحجاز ریلوے لائن پر چلتے چلتے مدینہ واپس ہوئے۔ پٹڑی جگہ جگہ سے ٹوٹ پھوٹ چکی ہے۔

ترکی کے زوال کی عبرتناک نشانیاں: پٹڑی پر جگہ جگہ سلطان عبدالحمید خان کا نام کندہ ہے اور ۱۹۰۸ء ۱۹۰۷ء اور بعض جگہ ۱۹۰۱ء کا سن کندہ ہے۔ عجیب عبرتناک منظر ہے۔ ترکوں کی شوکت وعظمت اور پھر زوال کا دور آنکھوں میں گھوم رہا ہے۔ لاریب کہ وتلک الایام نداولھا بین الناس کی واضح مثال ہے۔ راستہ میں پٹڑی کے دائیں جانب قدیم عمارات کے کھنڈرات اور اجڑے کنویں دعوت عبرت دے رہے ہیں۔ اسی راہ میں جناب سید محمود مدنی کے باغات اور فارم بھی دیکھے ___ حرہ ام ہانی کے بائیں طرف ایک باغ میں وضو کیا' مشین تیل سے چل رہی تھی۔

جبل سلع میں غزوہ احزاب والا غار: وہاں سے جبل سلع کے اس غار کو دیکھنے آئے جس میں غزوہ احزاب کے دوران حضورﷺ رات کو قیام فرماتے تھے۔ اس پر ترکوں کی گنبد نما عمارت بنی ہوئی ہے جو اب بوسیدہ ہو چکی ہے۔ دیر تک اس میں ہم چاروں دوست برادرم حسن جان' عبداللہ کاکاخیل' سعید الرحمٰن' بیٹھے رہے' دعائیں کیں۔ اور بطور یادگار دیواروں پر چاروں کے نام لکھے گئے' وہاں سے پٹڑی ہوتے ہوئے حرۃ غربیہ کے قریب مدینہ کے ریلوے اسٹیشن کے راستہ میں کچی ہموار زمین پر جماعت سے مغرب کی نماز پڑھی۔ اور باب عنبریہ کے لان میں کچھ دیر بیٹھنے کے بعد مسجد نبویﷺ حاضر ہوئے۔

۲۲ رمارچ اتوار:

سفر شام واردن کی خواہش: صبح مدرسۃ الشرعیہ جانا ہوا کہ شام واردن (۲) کے بارہ میں معلوماتی کتاب نکال لاؤں'

---

(۱) غالباً اسی رات یا اس سے ایک آدھ دن آگے پیچھے محفل یاراں جمی تھی کہ ریڈیو نے سعودی حکمران شاہ سعود کی معزولی اور مرحوم شاہ فیصل کے اقتدار سنبھالنے کا اعلان کیا' شاہ فیصل اس انقلاب سے پہلے روشن خیال اور ترقی پسند سمجھے جاتے تھے' اس اعلان سے جامعہ کے کئی ساتھیوں میں بجا طور پر اضطراب پھیل گیا کہ نئے حکمران شاید نوزائیدہ جامعہ اسلامیہ کی بساط ہی لپیٹ دیں' مگر قدرت نے اسی شاہ فیصل کو بے بس وبے سہارا امت کی امیدوں کا مرکز بنا دیا اور وہ امت کے تن مردہ میں نئے روح پھونکنے میں لگے رہے اور رائد التضامن الاسلامی کہلائے۔ (۲) اس سفر میں یہ خواہش رہی کہ حج سے فراغت کے بعد واپسی میں شام واردن کا مطالعاتی سفر کروں مگر اردن کے علاوہ فلسطین اور شام (سوریہ) جو ہماری علمی تاریخ اور فتوحات اسلام کا اولین مرکز ہے جس کے دارالخلافہ دمشق کے علم وفضل کے بارہ میں مورخ ابن عساکر نے صدیوں قبل تقریباً اسی جلدوں میں ایک ذخیرہ مرتب کیا جہاں کا حلب وحمص صحابہ کرام کی آماجگاہ ہے مگر اب تک یہ خواہش شرمندہ تعبیر نہ بن سکی ولعل اللہ یحدث بعد ذلک امراً

وہاں سے نمنکانی صاحب کے کتب خانے آیا وہاں ایک صاحب کے ہاں مودودی صاحب کا سفرنامہ ارض القرآن دیکھا۔ اردن وغیرہ کے متعلق' بعض معلومات اس سے نوٹ کئے۔

مولانا بدر عالم کی مجلس اور سند حدیث کی طلب: وہاں سے مولانا بدر عالم کی مجلس میں گیا' مولانا اپنی نظم کی تصحیح ایک اردو دان مہمان سے کرا رہے تھے' میری طرف متوجہ ہو کر عربی میں دیر تک گفتگو کی۔ مولانا کا اس ضعف ونقاہت میں وسعت اخلاق اصاغر نوازی واقعی عجیب ہے۔ مولانا نے اردو شعرو شاعری کے بارہ میں اپنی دلچسپیوں کا ذکر کیا۔ جاتے وقت میں نے ایک بار پھر صحاح ستہ کی سند تبرکا لینے کی خواہش ظاہر کی۔ فرمایا شیخ الحدیث مولانا زکریا صاحب آرہے ہیں' ان سے لیجئے' یہاں عرب میں اس کا رواج ہے' بڑے بڑے لوگ مثلاً فضلیۃ الشیخ علوی مالکی وغیرہ آتے ہیں' میں حتی الوسع انکار کرتا ہوں' میں نے کہا کہ حضرت مجھے یہاں صاحب السنۃ کے شہر مدینہ میں حدیث کی نسبت قائم کرنے کا شوق ہے' فرمایا اچھا پھر کسی وقت ارادہ کرلیں تو اجازت دے دوں گا۔

مسئلہ توسل: بعد از عصر حضرت مولانا عباسی صاحب کے ساتھ مسجد سے واپسی پر راہ چلتے ہوئے توسل پر بات ہوئی میں نے توسل کے بارہ میں اپنے علاقہ کے بعض متشددین اور مفرطین کے رویے کا ذکر کیا' مولانا نے گھر کے راستہ میں اور پھر گھر میں توسل کے جواز پر سیر حاصل روشنی ڈالی۔

۲۳ رمارچ پیر:

شیخ فرغانی شیخ طرازی اور بخاری مہاجر مدینہ کی رونق تھے: بعد از ظہر حضرت مولانا عبدالغفور عباسی کی معیت میں یہاں کے مہاجر بخاری شیخ' ترکی عالم شیخ حامد نمنکانی فرغانی کی دعوت پر ان کے گھر گئے۔ شیخ نمنکانی نے سہارنپور اور دیوبند سے استفادہ کیا ہے' وہ سہارنپور میں ہمارے رفیق قاری سعید الرحمٰن صاحب کے والد بزرگوار حضرت مولانا عبدالرحمٰن کاملپوری کے شاگرد رہ چکے ہیں۔ اس نسبت کی وجہ سے انہوں نے دعوت کی اور حضرت مولانا کو بھی بلایا۔ انہوں نے بڑے تکلف سے کام لیا تھا' سادہ اور پرنور فضاء تھی' اچھا خاصہ کتب خانہ بھی رکھتے ہیں اور باایں ہمہ علم وفضل خیاطۃ (مشین سے سلائی) کا کام کرتے ہیں اور بہ مشکل گزر اوقات ہوتا ہے' روسی انقلاب کے ستائے ہوئے بخاری اور ترکی مہاجر مدینہ منورہ کی رونق ہیں' علم وعرفان اور زہد وتقویٰ کی مجلسیں ان کے دم سے ہیں' شیخ کے ہاں کھانے میں حج کے بعض مسائل عرفات میں جمع بین الصلاتین (ظہر اور عصر) میں اقتداء اور ایام حج میں تمتع کی شرعی حیثیت پر عربی میں گفتگو رہی۔ مولانا نے اپنی تصنیف کردہ ایک کتاب بھی الفتح الرحمانی کے نام سے دکھائی جس میں انہوں نے اپنے شیخ کے فتاویٰ جمع کئے ہیں۔

ماوراء النہر میں مسلمانوں کا زوال: مولانا نے کہا کہ صرف ہمارے شہر نمنکان میں ساڑھے تین سو مساجد تھیں' سوائے ایک کے اب سب انقلاب روس کے بعد بند ہیں۔ انہوں نے ماوراء النہر اور اسلامی ریاستوں کے زوال کا

تفصیل سے ذکر کیا' بڑے خوش اخلاق متواضع بزرگ ہیں ان ہی بزرگوں میں شیخ محمود طرازی ان ہی میں سے ہیں جو صبح وشام مسجد نبوی میں درس دیتے ہیں اوران لوگوں کے حلقہ درس کو دیکھ کرایسا لگتا ہے کہ قرون اولیٰ کی ایک جماعت بیٹھی ہے۔ بعدازعصر بعض ضروریات خریدنے بازار گئے' شام کے بعد حضرت والد ماجداور احباب واقارب کے خطوط ملے۔

مولانا شیر محمد سندھی کے ہاں حاضری: آج دوپہر سے قبل حضرت مولانا شیر محمد سندھی کے ہاں جانا ہوا۔ جو مدرسۃ الشرعیہ کے دارالاقامۃ کے باب المصریٰ والے حجرہ سے باہرایک چٹائی پرفقیرانہ انداز میں بیٹھے تھے اورحج کے کسی ادق مسئلہ پرغوروفکر میں مگن تھے۔ مولانا نے دیکھ کرفرمایا کہ "میری مثال اس بڑھیا کی طرح ہے کہ گھر کے کام کاج سے کچھ بھی فرصت ملے تووہ چرخہ پراون کاتنے لگ جاتی ہے' مولانا کا یہی مشغلہ ہے۔ ان کوخدا نے مناسک حج کے علم کی گتھیاں سلجھانے کیلئے منتخب کیا ہے۔ میں نے مولانا کے ذاتی نسخہ زبدۃ المناسک سے اپنے نسخہ مطبوعہ کراچی کی تصحیح کی کہ اس میں بڑی غلطیاں رہ گئی ہیں۔ مولانا نے اپنے نسخہ میں جتنی اصلاحات اوراضافی نوٹ لکھے تھے' میں نے مولانا کی موجودگی میں قلمبند کئے' بعد میں مولانا نے صفحہ ۶۹ سطر ۴ کے بارہ میں ایک طویل فٹ نوٹ جو آج کی نشست میں انہوں نے لکھا تھا' صاف کرنے کے لئے دیا کہ اس کی دو کاپیاں بنا کر مجھے لا کردے دو' اوریہ اصل اپنے پاس رکھ لو' جاتے وقت مولانا نے بڑی شفقت سے دعا فرمائی اور جب تک میں موجود رہا بڑی محبت سے نوازتے رہے۔

۲۴ رمارچ ۱۱ ر ذیقعدہ بروز منگل: صبح مولانا شیر محمد سندھی کے فٹ نوٹ کی ایک نقل ان کے لئے تیار کی' پھر حضرت مولانا عبدالغفور عباسی صاحب کو ان کے صاف شدہ ملفوظات بغرض اصلاح سنائے۔ (مودودی صاحب سے متعلق ایک ملفوظ پرہمارے سفر کے ساتھی مولانا زین العابدین صاحب پشاور سے رووقدح ہوئی جو اس مجلس میں موجود تھے) مزید ملفوظات اپنے کمرے میں صاف کئے' بعدازعصر بھی مولانا کے ملفوظات قلمبند کئے۔ اب بعدازعشاء یہ سطور لکھ رہا ہوں اور پھر سفر خیبر کے سلسلہ میں سیرۃ ابن ہشام میں متعلقہ حصے مطالعہ کرنے ہیں۔ ان شاءاللہ۔

۲۶ رمارچ ۱۲ ر ذیقعدہ بروز جمعرات:

۲۷ رمارچ ۱۲ ر ذیقعدہ بروز جمعہ:

علمی رحلۃ' خیبر کا تاریخی سفر: الحمدللہ آج ایک رحلۃ کے ساتھ خیبر کا ایک تاریخی سفر طے ہے' صبح بعدازنماز مطار مدینہ گئے' جہاں قاری صاحب اورمیرے راولپنڈی کے ایک دوست محمد دین صاحب سے ملاقات کرنی تھی۔ جوانتظار میں تھے' مگروہ نہ ملے ہم نے مدینہ کا ہوائی اڈہ دیکھا' وہاں سے واپس ہوکرمولانا شیر محمد سندھی کو ان کے حوالہ کردہ مضمون کے دونقل دیئے۔ پھرٹیکسی لے کر جامعہ اسلامیہ گئے جہاں سے عربی ٹائم کے ۶ بجے جامعہ کی بس میں خیبر کے سفر پر روانہ ہوئے۔ مدینہ سے شمال کی طرف ۱۶۳ کلومیٹر مسافت پرواقع ہے۔ رفقاء مولوی عبداللہ' مولوی حسن جان' مولوی عبدالرزاق سکندراور جامعہ کے دیگر طلبہ ۲ بسوں کے برابر ساتھ تھے۔ شیخ ناصرالدین البانی اوردیگر اساتذہ موٹر کار میں

تھے' مولانا محمد ناظم ندوی ہمارے ساتھ بس میں رہنمائی کے لئے موجود تھے۔

مدینہ کا جبل ثور اور جبال بنی قریظہ: راستہ میں بس سے مولانا حسن جان نے جبل ثور دکھلایا جو جبل احد کے آخری سرے میں ایک چھوٹا سا پہاڑ ہے۔ حضورﷺ نے فی روایۃ یہاں سے جبل عیر تک حرم مدینہ قرار دیا تھا (یہ مکہ مکرمہ کے غار ثور والے جبل ثور سے الگ پہاڑ ہے) مطار کی راہ میں کافی حد تک چلتے ہوئے سیاہ پہاڑ اور ٹیلے نظر آئے جو جبال بنی قریظہ کہلاتے ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ ساتویں صدی میں یہاں بہت بڑی تاریخی آگ لگی تھی۔ مطار (ائرپورٹ) کے مشرق میں وادی عقول ہے۔

صلصلہ میں رات: دشوار گزار پہاڑیوں اور خشک بے آب وگیاہ وادیوں سے گزر کر ۲ گھنٹے بعد ۹ بجے کے قریب صلصلۃ نامی مقام پر رک گئے۔ سڑک کے دائیں طرف پانی کے ایک خلکہ اور ٹنکی کیساتھ پڑاؤ ڈالا۔ رفقاء جامعہ نے ایک ہال کی شکل میں سات عدد شامیانے نصب کئے اور گروپوں کے امراء پر تقسیم کئے' مولانا عبداللہ ہمارے شامیانہ نمبر ۲ کے امیر بنائے گئے' البانی صاحب نے ظہر اور عصر کی نماز ملا کر پڑھائی' خود ظہر کی بجائے عصر کی پڑھائی اور پھر ظہر کی نماز کی اقتداء بعد از صلوۃ عصر' خود نفل دوگانہ سے کرائی' ہم دو ساتھیوں نے ظہر اپنے وقت میں پڑھی' ان کیساتھ صرف عصر کی نماز پڑھی۔

شیخ البانی اور مسلک کی عملی تعلیم: البانی صاحب نماز سے قبل انضموا الى الصف الواحد ولو میلاً تلقین کرتے رہے (کہ ایک ہی صف میں شامل ہو جاؤ' صف ایک میل کیوں نہ بنے) ایک صف بنوائی گئی۔ خود نعال (جوتے پہنے ہوئے) میں تھے' دائیں طرف سلام پھیرتے ہوئے السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کہا اور بائیں طرف صرف السلام علیکم' رات کو قراءت میں مالک کی بجائے مَلکِ یوم الدین کہا' بعد از نماز عشاء سنت اور وتر سب نے ترک کئے' گویا اس رحلۃ میں کسی حد تک اپنے مسلک کی عملی تعبیر و تعلیم دی جاتی رہی۔ سفر کے اکثر اوقات شیخ البانی نے طلبہ کے ساتھ فقہی اور علمی مذاکرہ میں گزارے۔ نماز مغرب ہم رفقاء نے سڑک کے کنارے ایک سادہ سی مسجد میں پڑھی۔ اس کے بعد ایک قہوہ خانہ میں چائے پی' کسی کے ٹرانزسسٹر ریڈیو سے تلاوت ہو رہی تھی' ماحول کی اثر انگیزی میں مزید اضافہ ہوا۔ رات کو شامیانوں کی حراست الگ الگ امراء نے کرائی۔ صبح بعد از نماز طلبہ کو کھیل کود کا موقعہ دیا گیا' جس میں نشانہ بازی بھی ہوئی۔ ۴ بجے ناشتہ کرایا گیا۔

وادی القریٰ: وہاں سے صبح ساڑھے چار بجے خیبر روانہ ہوئے' راستہ میں وادی القریٰ سے گزرے' دور دور تک خشک سنگلاخ وادی تھی' مگر وادی القریٰ کا ارد گرد سرسبز و شاداب تھا' پانی بہہ رہا تھا۔

قلعہ قموص یا حصن مرحب: ۶ بجے خیبر پہونچے' اور حیطان و بساتین سے گزرتے ہوئے ایک اونچے قلعہ پر چڑھے جو قلعہ قموص کہلاتا ہے' اس قلعہ کے آثار اور بوسیدہ عمارت موجود ہے' اس قلعہ کے قیدیوں میں ام المؤمنین

حضرت صفیہ بھی شامل تھیں، جو حضور اقدس ﷺ کے عقد میں آئیں۔ مشہور یہودی پہلوان سپہ سالار مرحب یہاں حضرت علی کے ہاتھوں قتل ہوئے تھے۔ جو یہود کے قلعوں کے مآثر میں سے ایک قلعہ ہے اور قلعہ مرحب کے نام سے مشہور ہے۔ شیخ البانی۔ شیخ بناء اور شیخ ناظم ندوی کے ساتھ تمام شرکاء سفر قلعہ اور اسکے اطراف میں خوب گھومے پھرے۔ ہم نے قلعہ کی ایک اونچی عمارت سے خیبر کے اردگرد کے نخلستان اور باغات کو دیکھا، اس قلعے کے اردگرد میلوں کھجور کے باغات تھے، اس کے بعد نیچے اتر کر باغات میں بہتے ہوئے ایک چشمہ کے پانی سے وضو کیا، پانی بہت ٹھنڈا تھا۔ قلعہ کے قریب پیچھے ایک مسجد تھی۔ جس میں ہم نے جمعہ کی نماز پڑھی۔ مسجد کھجور کے تنوں سے مسقف تھی اور چالیس ستونوں پر کھڑی تھی۔ عمارت کچی، سادہ اور قرون اولیٰ کی یاد دلا رہی تھی۔ خطیب بے تکلف اور جرار تھے۔ دور دور کے قریٰ سے لوگ نماز جمعہ پڑھنے آئے تھے، بعد از نماز شیخ البانی اور ایک دوسرے استاد نے تقریر کی بعد از جمعہ وہاں سے روانہ ہو کر گھنٹہ بھر میں صلصلہ نامی جگہ واپس آئے، وہاں دنبے کا گوشت اور عربی پلاؤ تیار تھا۔ سب نے کھایا اور بعد از عصر وہاں سے روانہ ہوئے اور الحمدللہ کہ عشاء کی نماز مسجد نبوی میں پڑھی، شام کی نماز ان کے مسلک جمع حقیقی کی نذر ہوئی۔

۲۸ / مارچ ۱۲ / ذیقعدہ بروز ہفتہ:

سعید صاحب گزشتہ رات جامعہ میں ٹھہر گئے تھے، میں مسجد قبا گیا وہاں سے مسجد نبوی پہونچا۔

شیخ کیساتھ بقیع کا تفصیلی تعارفی دورہ: صبح حضرت مولانا عباسی مدنی کیساتھ جنت البقیع گیا۔ انہوں نے خود ہی مزارات مبارکہ پر فاتحہ پڑھوایا اور حضرت عثمان کے جانب قبلہ متصل احاطہ میں شیخ احمد سعید مجددی، شیخ عبدالغنی مجددی اور حضرت سید آدم بنوری وغیرہ مشائخ سلسلہ تصوف وحدیث کی قبور کی نشاندہی کرائی، نیز اپنے خادم جوادالحسین کے مزار، اپنی والدہ، اہلیہ اور بچوں کے مزارات پر بھی حضرت نے فاتحہ پڑھوائی، ان کے خلیفہ شاہ علاؤ الدین صاحب بھی ساتھ تھے۔

بقیع میں سب سے پرانوار مزار: مولانا نے فرمایا کہ میرا مسلک بھی بقیع میں سب سے پہلے حضرت عثمان کے مزار پر فاتحہ پڑھنا ہے اور بقول شاہ احمد سعید مجددی بقیع میں سب سے زیادہ پرانوار مزار ان کا ہے اور یہ حضرت مجددی کشفاً فرماتے تھے، پھر مولانا نے حضرت عثمان کے فضائل بیان کئے۔ بعد از واپسی مولانا کے ساتھ ناشتہ کیا، دوپہر کا کھانا بھی ان کے ساتھ کھایا۔

۲۹ / مارچ اتوار ۱۳ / ذیقعدہ: صبح شیخ حامد نمنکانی فرغانی کے ہاں ناشتہ میں شرکت کی۔ انکے ہاں المدخل لابن الحاج اور دیگر کتابیں دیکھیں اچھا خاصہ کتب خانہ شیخ نے جمع کر رکھا ہے۔ بڑے متواضع ملنسار بزرگ ہیں۔

مولانا بدر عالم کی صحاح ستہ میں اجازت: کچھ دیر بعد وہاں سے حضرت مولانا بدر عالم مدظلہ کے ہاں گیا، انہوں نے میرے اصرار پر صحاح ستہ کی اجازت اور سند حافظہً دی اور فرمایا کہ اس حال میں میں قراءت وسماعت کے آداب و شرائط کا اہتمام نہیں کرسکتا۔ اس لئے بغیر کتاب پڑھے اجازت دیتا ہوں اور فرمایا کہ شرح نخبۃ الفکر میں یہ بھی ایک

طریقہ ہے کہ محدث اس طریقہ سے پورے اہل بلدۃ کو اجازت دے سکتا ہے۔

علامہ انور شاہ نے لیٹ کر کتاب کا مطالعہ نہیں کیا:

فرمایا میں ایک دفعہ لیٹے ایک کتاب کا مطالعہ کر رہا تھا' حضرت مولانا انور شاہ کشمیری نے آ کر دیکھا تو فرمایا کہ میں نے کتاب کو اپنا تابع بنا کر کبھی نہیں پڑھا۔

۳۰ر مارچ پیر ۱۴ر ذیقعدہ:

صبح اذان سے قبل بارش شروع ہوئی اور کافی عرصہ تک رہی۔ گنبد خضراء کے میزاب پر لوگ پانی جمع کرتے رہے میں نے بھی یہ سعادت حاصل کی۔

شیخ سید عمران ترکی کی دعوت:

دوپہر کے بعد مع رفقاء ایک اور بخاری ترکی شیخ سید عمران صاحب بخاری کے ایک پرتکلف دعوت میں شریک ہوئے' سید عمران صاحب بھی حضرت مولانا عبدالرحمٰن کاملپوری کے سہارنپور میں شاگرد رہ چکے ہیں۔ مولانا انعام کریم صاحب اور سارے احباب کو اکٹھا کیا گیا تھا۔ سید عمران صاحب مدرسۃ الشرعیۃ کے سکول کے استاذ اور حرم شریف کے خدام کے مراقب عام ہیں۔ مکان بڑا پرتکلف اور شاندار تھا۔

سید الکائنات کے والد گرامی کے مزار پر:

بعد عصر برادرم عبداللہ صاحب کے ساتھ سید الکائنات علیہ الصلوۃ والسلام کے والد ماجد حضرت عبداللہ کا مزار دیکھا۔ وہاں کے دروازے کے پتھر پر یہ تحریر کندہ تھی جو بظاہر اشعار ہیں اور شاید ترکی' فارسی کی مخلوط زبان ہے۔

قبر پاک والدشاہ رسلدر بومقام　　فضل حق سلطان محمود ک بو خیر ہر تری

وصف اعمارندہ پر توجوھری تاریخدر　　قبر پاکیزہ مقام والد پیغمبرے

۱۲٤٥

وہاں سے قدرے عنبریہ میں ٹھہرے اور پھر سوق قماش سے ہوتے ہوئے حرم شریف حاضر ہوئے۔ عشاء جامعہ گئے اور وہاں رات گزاری۔

یکم اپریل۔ منگل ۱۵ر ذیقعدہ:

صبح جامعہ سے وادی عقیق ہو کر مسجد قبلتین آئے' دوگانہ پڑھی اور پھر بذریعہ بس مساجد خمسہ آئے اور مسجد مسجد سلمان' مسجد ابوبکر میں دوگانہ رکعات پڑھے' وہاں سے حرم شریف آئے' والد ماجد اور دیگر احباب کو خطوط لکھے۔

مولانا بنوری' مولانا مفتی محمود' مولانا غلام غوث کی آمد:

ظہر کے بعد حرم شریف میں مفتی محمود صاحب سے ملاقات ہوئی جو مصر کے دورہ سے آئے ہیں۔

بیت غلام محمد یا پاکستان ہاؤس:

بعد از عصر حرم کے قریب باب جبریل سے متصل سابق گورنر پاکستان ملک غلام محمد (۱) کے بنائے ہوئے مکان پاکستان ہاؤس گئے' جہاں مفتی صاحب اور دیگر حضرات ٹھہرے تھے' وہاں مولانا غلام غوث ہزاروی اور حضرت مولانا بنوری سے بھی ملاقات ہوئی' یہ تینوں حضرات مصر کے مجمع البحوث الاسلامیہ کے دعوت پر مصر گئے تھے اور واپسی میں مدینہ منورہ تشریف لائے ہیں۔ مصر کے دورہ اور وہاں کے حالات پر گفتگو رہی' پھر اکٹھے نیچے ایک ہوٹل میں آ کر چائے پی لی' یہاں پہلی بار مولانا بنوری کے معارف السنن جلد اول کا نسخہ دیکھا' جو ہماری روانگی کے بعد چھپ گیا تھا' ان شاء اللہ ان اکابر سے ملاقاتیں رہیں گی' یہاں ان کے رفیق مولانا تاج الاسلام صاحب مشرقی پاکستان سے بھی ملاقات ہوئی۔

دو اپریل۔ بدھ ۱۶/ ذیقعدہ:

والد ماجد مدظلہ کا مکتوب ملا۔ صبح مولانا بنوری کے ہاں بیت غلام محمد (پاکستان ہاؤس) گیا۔ حضرات ثلثہ سے بات چیت رہی' پھر ان کے ساتھ مولانا عبدالغفور مدنی کے مکان پر آئے' بڑی پر لطف گفتگو رہی۔

مولانا بنوری کے اسفار حج کی روح پرور باتیں: مولانا بنوری مدظلہ نے مدینہ منورہ میں پہلی حاضری کے واقعات سنائے اور کہا کہ یہاں شیخ حمیدی سے ملاقات ہوئی' انہوں نے ایک گدھا گاڑی کا انتظام کیا ہر طرح سہولتوں سے آراستہ تھی' قالین تکیے کھانے پینے کا سامان کر رکھا تھا اور ۱۴ دن تک مدینہ منورہ کے تمام مقدس مقامات اور آثار دیکھنے کا موقع ملا۔ پھر مولانا نے بڑے ترنگ میں آ کر فرمایا کہ **وکذلک مکنا لیوسف فی الارض۔** (آیۃ قرآنی میں حضرت یوسف کا زمین پر تمکنت کا ذکر ہے' مولانا نے اسی شراکت یوسف سے عجیب استشہاد کیا) اور فرمایا

(۱) **گورنر ملک غلام محمد کی قبر یا مقام عبرت:** پاکستان کے ایک سابق گورنر ملک غلام محمد کا بھی سکندر مرزا کی طرح پاکستان کی بربادیوں میں بڑا حصہ ہے اللہ کی شان کہ باہمہ کراہتوں کے انہیں قرب حرم نبوی میں مکان حاصل کرنے کا شوق ہوا' یہ مکان سعودی گورنمنٹ نے مسجد نبوی کے باب جبرئیل کے بالکل قریب مہیا کیا' جہاں اسوقت حضور اقدسؐ کے اولین میزبان سیدنا ابوایوب انصاری کا بھی مکان تھا (جو اب توسیع کی نذر ہو گئے) ملک غلام محمد کو یہاں قیام نصیب نہ ہو سکا۔ مگر یہی گھر اس وقت پاکستان ہاؤس کہلایا۔ اللہ کی بے نیازیوں کا ظہور اسطرح ہوا کہ ملک غلام محمد کو کراچی کے گورا قبرستان میں جگہ ملی' جو جناح ہسپتال سے باہر شاہراہ فیصل پر واقع ہے اور یہ عبرتناک منظر مجھے بہت عرصہ قبل کراچی کے ایک سفر کے موقع پر صدیق حمیم مولانا مفتی تقی عثمانی نے دکھلایا کہ اس قبرستان کی چاردیواری میں اسی جگہ ایک شگاف پڑا جہاں ملک صاحب کا مزار تھا' اب راہ چلتے گزرتے لوگوں کو کبھی پیشاب کی ضرورت پڑ جاتی تو ہمارے جینز اور پتلون پہنے ہوئے مغربی لباس میں ملبوس راہ نوردوں کو یہ جانے بغیر کہ یہ کسی کے مزار کا سرہانہ ہے' کھڑے کھڑے پیشاب سے چھٹکارا حاصل کرنا پڑا۔ یہ منظر فاعتبروا یا اولی الابصار کا ایک جاگتا نمونہ ہے

کہ اسی طرح ہر جگہ اللہ تعالیٰ میرے لئے غیبی اسباب پیدا کر دیتا ہے (۱)۔ اس کے بعد مولانا عباسی مولانا بنوری اور مفتی محمود صاحب کے ساتھ خواجہ صادق مجددی کے ہاں ان سے تعزیت کرنے گئے' جن کا جوان سال بیٹا کابل میں شہید کر دیا گیا تھا اور میں مولانا غلام غوث ہزاروی اور مولانا تاج الاسلام کے ساتھ مولانا بدر عالم کے ہاں گیا' وفد نے مصر کے کوائف اور حالات پر روشنی ڈالی اور پھر ایک حدیث ابن مسعود معوذتین میں لفظ قل کی تلاوت پر گفتگو رہی۔

اپنی پستی اور مولانا بدر عالم کا آخری جملہ: مولانا نے علماء کی استعداد او رصلاحیت کو بڑھانے اور جدید مسائل پر ریسرچ بورڈ سے تحقیق کرانے کی ضرورت پر زور دیا رخصت ہونے لگے تو ان کا آخری جملہ مجھ سے یہ تھا کہ (وانتم فی المعراج) اپنی پستی کو دیکھ کر اس جملہ پر پانی پانی ہوگیا اور کافی سوچ بچار کے باوجود اپنے بارے میں اس جملہ کی حقیقت کو نہ سمجھ سکا۔ بعد از عصر حضرت عباسی کے ہاں مراقبہ وارشاد سے مستفید ہوا ــــــ

۰۳ راپریل۔ جمعرات ۷ار ذیقعدہ: صبح ۳ بجے مولانا بنوری اور مفتی محمود صاحب کے ہاں گیا۔

فتن مدینہ اور اہل مدینہ کی ایمانی پختگی: بنوری مولانا حدیث ــــــ ان الاسلام لیأ رزالی المدنیة کما تارزالحیة الی حجرھا پر گفتگو کر رہے تھے اور مدینہ میں فتن اور نئے دور کے تعیشات پر بات رہی اور فرمایا کہ حضور نے مدینہ میں فتن متتالیہ (پے درپے فتنوں کی یلغار) کے نزول اور ورود کی پیشگوئی کی تھی پھر بھی اس کے باوجود یہاں کے لوگ ایمان کے سخت ترین رشتے اور رسی سے مضبوطی سے بندھے ہوئے ہیں اور جگہوں (مقامات) میں معمولی رکاوٹ سے یہ رشتہ کچے دھاگے کی طرح کٹ جاتا ہے' پھر یہاں جناب منظور حسین صاحب' مہاجر مدنی تشریف لائے' کافی دیر تک مدینہ کے انوار و برکات کا ذکر ہوتا رہا ــــــ پھر مولانا حامد میاں بھی تشریف لائے اور تصوف کے موضوع پر ان حضرات کی باتیں نماز تک جاری رہیں۔ اس مجلس میں مولانا خدا بخش ملتانی (بانی مدرسہ قاسم العلوم ملتان) کی بھی زیارت ہوئی ــــــ

---

(۱) اس سفری ڈائری میں ابتداء سے مولانا بنوری کی شفقتوں اور صحبتوں کا ذکر چلا آ رہا ہے مجھے اس پہلے سفر کے چار پانچ سال بعد مارچ ۱۹۶۹ء میں دوسرے سفر حج کا موقعہ تو اس سفر کا آغاز ہی مولانا مرحوم کی معیت میں ان کے مکان سے ہوا' اور یہیں سے احرام باندھا حضرت اقدس کے وصال کے بعد ماہنامہ ''بینات'' کے حکم پر مجھے حضرت کے بارہ میں جو تاثرات لکھنے پڑے اس میں میں نے ان ہی اسفار کے بارہ میں اپنے احساسات ظاہر کئے' جو بینات کراچی نے مولانا کے بارہ میں شمارہ خاص محرم تا ربیع الاول ۱۳۹۸ھ جنوری' فروری ۱۹۷۸ء میں سفر حج کی چند یادیں کے نام سے شائع ہوئے۔ مناسب یہ ہے کہ اس کا پورا اقتباس یہاں دے دیا جائے کہ دیار حبیب ﷺ اور حرمین سے ہی اس کا تعلق ہے۔ ــــــ

((اس سفر حج میں ابتداء سے آخر تک اللہ تعالیٰ نے مجھے حضرت بنوری نور اللہ تعالیٰ مرقدہ کے شفقتوں اور عنایتوں سے نوازا' کراچی میں ویزا کرنسی وغیرہ تمام مسائل میں حضرت نے وہ وہ توجہات فرمائیں کہ اب سوچتا ہوں کہ اگر حضرتؒ کی عنایتیں نہ ہوتیں تو شاید ہم اس سعادت سے بہرہ ور نہ ہوتے۔ ہم لوگ رمضان میں براستہ الخمر اور الریاض مدینہ منورہ پہونچے' (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

قاری ابراہیم ختنی:

بعد از ظہر آج پھر باران رحمت کا نزول ہوا۔ نماز عصر کو جاتے ہوئے حضرت مولانا عباسی نے مسجد نبوی کے باب عمر پر یہاں کے مشہور قاری ابراہیم صاحب بخاری سے ملایا اور بڑے زوردار الفاظ سے میرا تعارف کرایا' قاری ابراہیم ختنی اور چینی ہیں اس سے پہلے مدرسۃ الشرعیہ میں پڑھاتے تھے بعد از عصر حرم شریف میں حضرت قاری محمد طیب صاحب سے ملاقات ہوئی' مختصر گفتگو رہی اور کسی وقت ان کی خدمت میں حاضر ہونے کی خواہش کا ذکر کیا۔ علامہ شیخ محمود طرازی سے ان کے مکان پر مولانا حامد فرغانی کی معیت میں تفصیلی ملاقات رہی۔

(گزشتہ سے پیوستہ) حضرت بنوریؒ قاہرہ کے مجمع البحوث الاسلامیہ کی پہلی دعوت پر مصر تشریف لے گئے' اور یکم اپریل ۱۹۶۴ء کو واپسی میں مدینہ طیبہ تشریف لائے' حضرت مولانا مفتی محمود صاحب' حضرت مولانا غلام غوث ہزاروی اور حضرت مولانا تاج الاسلام (مشرقی پاکستان) ان کے ہمراہ تھے' یہ وفد مسجد نبوی کے قریب پاکستان ہاؤس میں مقیم ہوا۔ جو اس وقت غلام محمد ہاؤس کہلاتا تھا' ہم لوگ خدمت میں حاضر ہوئے تو مولانا بنوریؒ اور حضرت مفتی صاحب نے سفر قاہرہ کے حالات سنائے۔ ''معارف السنن'' کی جلد اول کا نسخہ ہماری روانگی کے بعد چھپ گیا تھا اور پہلی بار یہاں مولانا بنوریؒ کے ہاں دیکھا۔ حضرت بنوری نور اللہ تعالیٰ مرقدہ نے مدینہ منورہ میں اپنی پہلی حاضری اور بے سروسامانی کے باوجود وہاں کے شیخ حمیدی سے ملاقات اور ان کے الطاف وعنایات کا ذکر فرمایا کہ حق تعالیٰ نے غیب سے کس کس طرح مدد فرمائی۔ فرمایا کہ' شیخ حمیدی کے ساتھ نہایت آرام وراحت اور آراستہ وپیراستہ سواری میں بیٹھ کر پہلی حاضری مدینہ طیبہ کے دوران تیرہ' چودہ دن تک میں نے مدینہ طیبہ کے آثار مبارکہ کی تفصیلی سیاحت کی' اپنے طویل اسفار کے دوران قدرت کے ایسے ہی غیبی دستگیریوں کو بیان کرکر کے حضرت بنوریؒ فرمایا کرتے تھے۔ وکذلک مکنا لیوسف فی الارض اس سفر میں حضرتؒ کی معیت آخر تک نصیب رہی' یہاں تک کہ میدان عرفات میں وقوف کی سعادت بھی انکے ساتھ نصیب ہوئی' ان سب حضرات کے معلم سید مکی مرزوقی تھے جو ہمارے بھی معلم تھے میدان عرفات میں ان حضرات اکابر کے علاوہ امیر التبلیغ حضرت مولانا محمد یوسف دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اور حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب مدظلہ العالی بھی اسی معلم کے خیموں میں فروکش تھے اور میدان سعادت میں ایسا قران السعداء سونے پر سہاگہ کا کام دے رہا تھا' اب وہ دن اور وہ منظر خواب سا لگتا ہے۔

خزاں رسید وگلستان ہاں جمال نماند سماع بلبل شوریدہ رفت وحال نماند

نشانہ لالہ ایں باغ از کہ مے پرسی برو کہ آنچہ تو دیدی بجز خیال نماند

اپنی حرماں نصیبی اور تہی دستی جتنی زیادہ تھی' اتنا ہی قدرت نے فیاضی کے ساتھ ایسے مواقع غنیمت سے نوازیں۔

میرا دوسرا سفر حج: اپنے دوسرے سفر حج کے دوران تو حضرت بنوریؒ کی رفاقت ابتداء ہی سے نصیب ہوگئی۔ غالباً ۲۹' مارچ ۱۹۶۹ء کو ہم نے حضرت بنوریؒ کے ساتھ ان کی قیام گاہ کراچی سے احرام باندھا' تلبیہ احرام اور دعاؤں میں شریک ہوئے' دس گیارہ بجے دن کو جہاز نے کراچی سے پرواز کی' ابھی جہاز کراچی شہر پر چکر لگا رہا تھا کہ اناؤنسر نے محتاط رہنے کا اعلان کرتے ہوئے کہا کہ ہم لوگ چند منٹ میں فنی خرابی کی وجہ سے دوبارہ کراچی ائرپورٹ پر اتریں گے۔ ایسا بہت کم ہوتا ہے' اس لئے تمام عازم حج میں جو سب احرام میں تھے' نہایت پریشانی اور سراسیمگی دوڑ گئی۔ یہ پریشانی رفتہ رفتہ بڑھتی گئی کہ جہاز کراچی کے سمندر پر چکر کاٹ رہا' چند منٹ تقریباً (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

(گزشتہ سے پیوستہ) آدھ گھنٹہ میں بدل گئے' بعض لوگوں کا خیال تھا کہ اتنے بھاری جہاز میں جدہ تک چلنے کیلئے جتنا ایندھن ڈالا گیا ہے' اتنے وزن کیساتھ جہاز کا اترنا مشکل ہے اور اب جہاز اپنا وزن کم کرنے کی کوشش کر رہا ہے' بہر حال حضرت بنوریؒ پر مکمل اطمینان اور سکون چھایا ہوا تھا' میں ان کا ہم نشین تھا۔ مجھے بھی تسلی دیتے رہے اور کہا کہ گھبرائیں نہیں سورۃ قریش کا ورد کرتے رہیں سکونِ خاطر ہوگا۔___ بہر حال جہاز اللہ کے فضل سے بخیریت واپس اتر گیا' ہم لوگ اب پی آئی اے کے مہمان تھے' جس کی انتظامیہ حضرت بنوریؒ سمیت ہم تمام حجاج کو جو ایک سو بہتر کے لگ بھگ تھے' ائرپورٹ کے قریب جدید طرز کے ہوٹل ڈوے ہاؤس لے گئی۔ دوپہر کے کھانے کے انتظام میں ابھی وقت لگ رہا تھا' ڈوے ہاؤس کا وہ خوبصورت ہال جو اس سے قبل رقص وسرور کی ظلمتوں میں ڈوبا ہوتا تھا' اس ہال کے ڈائس پر حضرت بنوریؒ تشریف فرما تھے اور لاؤڈ سپیکر سے مناسک حج اور اس راہ کی نزاکتوں اور ذمہ داریوں پر خطاب شروع فرمایا' یہ ہال اب لبیک اللھم لبیک کی پرکیف صداؤں سے گونجنے لگا۔ شام کو دوسرے جہاز پر ہم لوگ روانہ کر دیئے گئے' سفر کے دوران بھی حضرت بنوریؒ نے جہاز کے مائیک پر کچھ دیر کیلئے خطاب فرمایا___ رات کو کسی وقت جدہ پہنچنے کے بعد حضرت بنوریؒ کے ساتھ موٹر ٹیکسی لے کر مکہ مکرمہ روانہ ہوئے' اور غالباً دو تین بجے رات ہم حضرت بنوری قدس اللہ سرہٗ کے ساتھ طواف وسعی سے فارغ ہوئے۔ اس سفر کا ایک عجیب وغریب واقعہ مجھے نہیں بھولتا جو مولانا بنوری قدس سرہ کا حضرت حق جل مجدہ سے خاص تعلق کا مظہر ہے' اور ناز کا ایک ایسا انداز ہے' جس کا مظاہرہ محبت وعشق کے تمام مراحل طے کر کے مقام محبوبیت پر فائز ہونے والے خوش قسمت بندے ہی کر سکتے ہیں___ اللہ تعالیٰ نے مولانا کیلئے حرمین الشریفین کا راستہ غیب سے کھول دیا تھا' عموماً آپ ہر سال حج اور رمضان شریف میں عمرہ اور مسجد نبوی کے اعتکاف کی سعادت حاصل کرتے۔ آخر وقت تک کوئی پروگرام متعین نہ ہوتا' مگر میعاد وصال قریب ہوتے ہی آپ کا آتشیں جذبہ شوقِ وصل ایسا بھڑک اٹھتا کہ حالات اجازت نہ بھی دیتے' مگر آپ سب کام چھوڑ چھاڑ کر آستانہ یار پر جبیں نیاز خم کرنے پہنچ جاتے___ آخری سالوں پر ضعف ونقاہت بڑھ گئی تھی' اور گھٹنوں میں شدید درد کی وجہ سے چلنا پھرنا اور کسی اونچے مکان یا زینے پر چڑھنا بہت مشکل ہوتا' ادھر موسم حج میں ہر سال حجاج کے اژدہام میں بے حد اضافہ ہوتا رہا' اسی سفر میں نماز عصر سے قبل میں نے حرم کے قریب مولانا کے مستقر پر حاضری دی' آپ خوقیر کے مکان پر ٹھہرے تھے' وہاں سے نماز عصر کیلئے چل پڑے' مولانا بڑی مشکل سے اژدہام میں راستہ نکالتے ہوئے چلتے رہے' حرم شریف پہنچے تو جماعت تیار تھی اور ہمیں حرم سے باہر سڑکوں پر صفوں میں جگہ ملی' نماز کے بعد گھٹنوں کے درد سے نڈھال ہانپتے کانپتے حرم شریف میں داخل ہوئے' گھٹنوں اور جوڑوں کے درد حجاج کی دھکم پیل' اونچے نیچے ڈھلوانوں پر چڑھنا' اترنا' مولانا کیلئے اب موسم حج کی یہ تکالیف ناقابل برداشت تھیں' یہ حالات تھے کہ ہم اندر حرم شریف میں داخل ہوئے' مولانا پر عجیب حالت جذب طاری ہوگئی۔ اور شان دلربائی سے دعا کیلئے ہاتھ اٹھاتے ہوئے خانہ کعبہ کے سامنے کھڑے ہو کر مجھے کہا کہ آپ بھی آمین کہیں۔ فرمایا "یا اللہ! آپ کو معلوم ہے کہ مجھے تیرے اس گھر سے کیسا تعلق ہے؟ مگر اب میں بالکل عاجز اور بے بس ہو گیا ہوں' میری حالت آپ دیکھ رہے ہیں' اب حج پر آنا میرے بس کی بات نہیں' آئندہ مجھے حج پر نہ لائیے دوسرے موقعوں پر حاضری دیا کروں گا۔" وہاں سے فارغ ہوئے تو مجھ سے فرمایا کہ تم نے آمین کہی تھی؟ میں نے کہا کہ بالکل نہیں' آپ کی دعا ہرگز قبول نہیں ہوگی' آپ کو کھینچ کر یہاں لایا جائیگا۔